حضرت عمرؓ کا ذوق قرآن اور ان کی قرآنی خدمات

The Quranic Taste of Hazrat Umer His
Services for the Quran

مبشرہ صادق *

ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی**

Abstract

The Quran was started to reveal on Holy Prophet by Almighty Allah with the verses of Surah Alaq at Hira cave. These first Quranic Verses had great impact and ordained the importance of getting knowledge and Hazrat Umer accpted Islam after listening the verses of Holy Quran. Therefore Holy Quran had great impact on the personality of Hazrat Umer and He remain very keen regarding teachings of Holy Quran throughout His life. Almost in 12 situations, the verses of Holy Quran were revealed according to the opinion of Hazrat Umer and these verses called Muafqat-a-Umer. During the life of Hazrat Muhammad (SAW), Hazrat Umer get knowledge of Quranic Verses by the Holy Prophet Himself and many Quranic interpretations were also made by Hazrat Umer. Quran was brought into writing during the period of Hazrat Abu Bakar Siddique on the suggestion and strong advocacy of Hazrat Umer. During the regime of Hazrat Umer many a steps were taken to the make the lives of the people according to the teachings of Holy Quran. Allah had bestowed Hazrat Umer a very good sense of Quranic Verses. Hazrat Umer strongly believe that the strong relation with Holy Quran paved the way for strong faith and poise actions. Therefore Hazrat Umer paid special attention for the Quranic education during His caliphate. In those days Quran was central point of the education of the people.

حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ کے بے کراں فیضان و توفیق کی وجہ سے قرآنی تعلیمات کے مطابق تربیت پائی، قرآنی زندگی کے ساتھ ساتھ اسلامی شریعت آداب اور تاریخ و حکمت کی باتیں بھی سیکھتے رہے۔

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، یو ای ٹی، لاہور

**پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یو ای ٹی، لاہور / سپروائزر

جس کا آپؓ کے دل ودماغ اور نفس وروح پر اثر رہا اور اسی کے زیر اثر آپؓ نے جو عمل بھی کیا وہ مکمل طور پر شریعت کے تابع تھا اور خلیفہ ہونے کی حیثت سے جو بنیادی مقصد آپؓ نے اپنے سامنے رکھا وہ دین کی تعلیم و تلقین تھا آپ نے دین اسلام کے فروغ کے لیے اخلاقی اور معاملاتی تعلیم وترویج کی، ایک اسلامی حکومت کا مقصد دنیا میں اسلام کی نشر واشاعت ہوتا ہے، سیدنا عمر کی حکومت کی بھی یہی خصوصیت رہی ہے کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو لوگوں میں روشناس کروایا، آپ ہمیشہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کی طرف متوجہ رکھتے اس لیے کہ دین کا فہم قرآن کی آیات میں مضمر ہے، لہذا آپؓ نے اپنے دور حکومت میں قرآن کی مکمل آگاہی اور اشاعت فرمائی۔

قرآن اور عمرؓ کا گہرا تعلق

حضرت عمرؓ کا قرآن کریم کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا آپؓ نے صرف قرآن سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا، جیسے جیسے آپ قرآنی آیات کو سنتے گئے اسلام آپؓ کے دل میں مضبوطی سے اترتا گیا اسی بنا پر قبول اسلام کے بعد قرآن سے آپ کا تعلق اور زیادہ گہرا ہوتا گیا اور آپ بہت بڑے عالم اور قاری بن گئے

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں

"ما رایت رجلا اعلم باللہ ولا اقرا کتاب اللہ ولا افقہ فی الدین"(🗀)

قرآن پڑھتے وقت آپ پر رقت طاری ہو جاتا، روایت از علقمہ بن وقاص اللیثی

"عمرؓ عشاء کی نماز میں سورہ یوسف کی تلاوت کیا کرتے اور اکثر وبیشتر میں آخری صف میں کھڑا ہوتے اور یوسف سے متعلق قرآنی آیات تلاوت کرتے وقت مجھے حضرت عمرؓ کے رونے کی آواز صاف سنائی دیتی"(🗎)

اسی گہرے تعلق کی بنا پر قرآن مجید کے سمجھنے میں آپؓ کئی صحابہ سے ممتاز حیثیت رکھتے، اور اسی کی شہادت اصحاب رسول ﷺ خود دیتے تھے

"حضرت قبصیہ بن جابرؓ نے کہا خدا کی قسم میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب سے زیادہ کوئی کتاب اللہ کو پڑھنے والا، دین کو سمجھنے والا، حدود اللہ کو قائم کرنے والا، لوگوں کے سینوں میں ہیبت رکھنے والا نہیں دیکھا"()

یہ آپؓ کا قرآن سے تعلق ہی تھا جس کی بنا پر آپ قرآن مجید سے استدلال میں بڑی مہارت رکھتے تھے، جیسا کہ "عراق کی فتح کے بعد یہ بحث پیدا ہوئی کہ ممالک مفتوحہ مجاہدین کی ملکیت اور وہاں کے باشندے ان کے غلام ہیں حضرت عمرؓ کا خیال تھا کہ مقام مفتوحہ کسی ایک شخص یا بہت سے مخصوص اشخاص کی ملکیت نہیں ہیں بلکہ وقف عام ہیں اور استدلال میں یہ آیت پیش کی (وما افا ء الله رسولہ من اهل القربیٰ) بالآخر سب نے اس کی تائید کی اور اسی پر فیصلہ ہوا"()

آپؓ پر قرآن کا اس قدر گہرا اثر تھا کہ جس امر سے آپؓ کو کوئی نہیں روک سکتا تھا قرآن اس سے آپؓ کو روک دیتا"ایک بار عینیہؓ بن حصین اپنے بھتیجے حر بن قیس کے ساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپؓ ہم کو خوب عطیہ نہیں دیتے ہمارے درمیان انصاف نہیں کرتے اس پر حضرت عمرؓ سخت برہم ہوئے اور ان کو سزا دینی چاہی لیکن حر بن قیس نے کہا یاامیر المومنین خدا نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا تھا "خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلين"(درگزر کا شیوہ اختیار کر اور نیکی کا حکم دے جاہلوں سے کنارہ کش رہ) اور یہ بھی ایک جاہل ہے یہ آیت سن کر حضرت عمرؓ فوراً رک گئے کیونکہ وہ عموماً "كان وفا فاعند كتاب الله"(خدا کی کتاب کے سامنے اسی طرح رک جاتے تھے)()

عہد رسالت میں رسول اللہ ﷺ سے براہ راست قرآن سیکھنے میں شوق فاروقیؓ

آپؓ رسول اللہ ﷺ سے دین سیکھنے میں کسی طرح پس و پیش سے کام نہ لیتے اسی لیے مختلف اصحاب آپؓ سے دین سیکھتے

"عن الشعبی قال مر عمر بطلحة فذكر معناه قال مر عمر بطلحة فراه مهتما قال لعلک سائک امارة ابن عمک قال یعنی ابا بکر فقال لا ولکنی سمعت رسول اللهﷺ یقول انی لاعلم کلمة لا يقولها الرجل عند موته الا كانت نورا فی صحيفة او وجد لها روحا عند الموت قال عمر انا اكبرک بها هی الكلمة التی ارادبها عمه شهادة ان لا

اله الا الله قال فكانما كشف عنى غطا ء صدقت لو علم كلمة هى افضل منها لا مره بها"(6)

"امام شعبیؒ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت طلحہؓ کے پاس سے گذرے تو انہیں پریشان حال دیکھا وہ کہنے لگے کہ شاید آپ کو اپنے چچا زاد بھائی کی یعنی میری خلافت اچھی نہیں لگی؟ انہوں نے فرمایا اللہ کی پناہ ایسا نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر کوئی شخص نزاع کی حالت میں وہ کلمہ کہہ لے تو اس کے لئے روح نکلنے میں سہولت پیدا ہو جائے اور قیامت کے دن وہ اس کے لیے باعث نور ہو، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں وہ کلمہ جانتا ہوں فرمایا وہی کلمہ جو نبی ﷺ نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا تھا، یعنی لاالہ الا اللہ حضرت طلحہؓ فرمانے لگے کہ آپؓ نے سچ فرمایا آپ نے میرے اوپر سے پردہ ہٹا دیا اگر نبی ﷺ اس سے افضل کلمہ بھی جانتے ہوتے تو اپنے چچا کو اسی کا حکم دیتے"

آپؓ قرآن سیکھنے کے بڑے حریص تھے اور اس کے لئے بڑی احتیاط رکھتے جہاں سے بھی قرآن کے بارے میں جو سنتے اسے فورا سیکھتے

"عمر يقول مررت بهشام بن حكيم بن حزام يقرا سورة الفرقان فى حياة رسول اللهﷺ فاستمعت قراته فاذا هو يقرا على حروف كثيرة لم يقر ئينها رسول اللهﷺ فكذت ان اساوره سى الصلاة فنظرت حتى سلم فلما سلم ليته بردائه فقلت من اقراک هذه السورة التى تقروها قال اقرانيها رسول الله ﷺ قال قلت له كذبت فو الله ان النبىﷺ لهوا قرانى هذه السورة التى تقروها قال فانطلقت اقوده الى النبىﷺ فقلت يا رسول اللهﷺ يا عمر اقرا يا ہشام فقراعليه القرائة التى سمعته فقال النبى ﷺ مكذا انزلت ثم قال رسول اللهﷺ ان القرآن انزل على سبعة احراف فاقرء واما تيسرا"(7)

"حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دور نبوت میں ہشام بن حکیم بن حزام کے پاس سے گزرتے ہوئے انہیں سورہ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا انہوں نے اس میں ایسے حروف کی تلاوت کی جو نبی ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے میرا دل چاہا کہ میں ان سے نماز میں ہی پوچھ لوں بہر حال فراغت کے بعد میں انہیں چادر سے گھسیٹ کر پوچھا کہ تمہیں سورہ فرقان اس طرح کس نے پڑھائی

انہوں نے کہا نبی ﷺ نے، میں نے کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں بخدا نبی نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے یہ کہہ کر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں کھینچتا ہوا نبی ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گیا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے سورہ فرقان خود پڑھائی ہے میں نے اسے سورہ فرقان کو ایسے حروف میں پڑھتے ہوئے سنا ہے جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے نبی ﷺ نے فرمایا عمر اسے چھوڑ دو پھر ہشام سے اس کی تلاوت کرنے کو فرمایا انہوں نے اسی طرح پڑھا جیسے پہلے پڑھ رہے تھے نبی ﷺ نے فرمایا یہ سورہ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر مجھ سے کہا عمر تم بھی پڑھ کر سناو چناچہ میں نے بھی پڑھ کر سنا دیا نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورت اس طرح بھی نازل ہوئی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا بے شک اس قرآن کا نزول سات قراتوں پر ہوا ہے لہذا تمہارے لیے اس میں سے جو آسان ہو اس کے مطابق تلاوت کر لیا کرو"

آپؓ نہ صرف الفاظ قرآنی کی طرف توجہ رکھتے بلکہ ان آیات کے مفہوم کے جاننے میں بھی بڑی لگن رکھتے ،آپؓ رسول ﷺ سے قرآن سیکھنے میں بڑے بے باک تھے اور جہاں سے کوئی مشکل پیش آتی یا صحیح طرح سے مفہوم کا پتہ نہ چلتا فورا رسول اللہ ﷺ سے رجوع فرماتے اور اس سلسلہ میں ذرا بھی نہ ہچکچاتے مختلف مسائل کے حل کے لئے حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ ﷺ اور امت کے درمیان متعدد بار وسیلہ بنے اور امت کی مشکلوں کو حل فرمایا، چناچہ مختلف مواقع پر آپؓ نے مختلف آیات کی تفسیر و توضیح رسول ﷺ سے پوچھی

1) نماز قصر کے بارے میں، ترمذی میں روایت ہے

"عن يعلىٰ بن امية قال قلت لعمر بن الخطاب انما قال الله ان تقصروا من الصلاة ان كفتم ان يفتنكم وقدا من الناس فقال عمر عجبت منه فذكرت ذلك رسول الله ﷺ فقال صدقة تصدق الله بها عليكم فاقبلوا صدقته"(8)

"حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے "ان تقصروا من الصلاة ان كفتم ان يفتنكم "(یعنی اگر تمہیں خوف ہو تو قصر نماز پڑھ لیا کرو) اور اب تو لوگ امن میں ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے بھی اسی طرح تعجب ہوا تھا جس طرح تمہیں ہوا

ہے پھر میں نے نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی طرف سے عنایت کردہ صدقہ ہے پس اسے قبول کرو"

2) زکوۃ کے بارے میں، شاہ ولی اللہ رقمطراز ہیں

"نزلت هذه الاية والذين يكنزون الذهب والفضة كبر ذلک على المسلمين فقال عمر انا افرج عنكم فانطلقوا فقال يا نبى الله انه كبر على اصحابک هذه الآية فقال ان الله لم يفرض الزكوة الاليطيب ما بقى من اموالكم وانما فرض المواريث وذكر كلمة لتكون لمن بعد كم قال فكبر عمر"(9)

"جب یہ آیت نازل ہوئی"والذين يكنزون الذهب والفضة"تو یہ مضمون مسلمانوں پر بھاری گذرا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس فکر کو زائل کروں گا تم میرے ساتھ چلو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپؐ کے اصحاب پر یہ آیت بھاری گذر رہی ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ اس لئے فرض کی ہے تا کہ جو کچھ تمہارے اموال باقی رہیں ان کو پاک کر دے اور اللہ تعالیٰ نے وارثوں کے حصے مقرر کیے اور اس کلمہ کا ذکر اس لئے کیا تا کہ تمہارے پس ماندوں کے پاس مال رہے پھر کہا عمر نے اللہ اکبر"

3) اولاد آدم کی پیدائش کے بارے میں، روایت ہے

"مسلم بن يسار الجهنى ان عمر بن الخطاب سئل عن هذه الاية واذا اخذ ربک من بنى ادم من ظهرهم ذرياتهم الاية فقال عمر سمعت رسول الله ﷺ سئل عنها فقال رسول الله ﷺ ان الله خلق ادم ثم مسح طهرة بيمينه واستكراج منه ذرية فقال خلقت مولاء للجنة وبعمل الجنة يعملون ثم مسح ظهره فاستخرج منه فقال خلقت مولاء للنار و بعمل اهل النار يعملون فقال رجل يا رسول الله ﷺ ففيم العمل فقال رسول الله ﷺ ان الله عزوجل اذا خلق العبد للجنة استعمله بعمل اهل الجنة حتى يموت على عمل من اعمال اهل الجنة فيد خله به الجنة واذا خلق العبد للنار استمله بعمل اهل النار حتى يموت على عمل من اعمال اهل النار فيد خله به النار"(10)

"مسلم بن الیسار الجہنی کہتے ہیں کہ کسی نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا" واذا اخذ ربک من بنى ادم من ظهرهم ذرياتهم "تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے

نبی ﷺ سے اس قسم کا سوال پوچھتے ہوئے سنا تھا اس موقع پر نبی ﷺ نے اس کا جواب یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم کی تخلیق فرمائی تو کچھ عرصہ بعد ان کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا اور ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے ان لوگوں کو جنت کے لئے اور اہل جنت کے اعمال کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، اس کے بعد دوبارہ ہاتھ پھیرا اور ان کی کچھ اور اولاد کو نکالا اور فرمایا میں نے ان کو جہنم کے لئے اور اہل جہنم کے اعمال کرنے کے لئے پیدا کیا ایک آدمی نے سن کر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ پھر عمل کا کیا فائدہ ؟ نبی نے فرمایا اللہ نے جب کسی بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا ہے تو اسے اہل جنت کے کاموں میں لگائے رکھے گا یہاں تک کہ وہ جنتیوں جیسے اعمال کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو جائے گا اور اس کی برکت سے جنت میں داخل ہو جائے گا اور اگر کسی بندے کو جہنم کے لئے پیدا کیا ہے تو وہ اسے اہل جہنم کے کاموں میں لگائے رکھے گا جہاں تک کہ جہنمیوں کے اعمال کرتا ہوا وہ دنیا سے رخصت ہو جائے گا اور ان کی نحوست سے جہنم میں داخل ہو جائے گا"

4) تقدیر کے بارے میں، ترمذی میں روایت ہے کہ

"عن ابن عمر عن عمر بن خطاب قال لما نزلت هذه الاية فمنهم شقى وسعيد سالت رسول اللهﷺ فقلت يا نبى فعلى ما نعمل على شيى قد فرغ منه او على شيى لم يفرغ منه قال بل على شيى قد فرغ منه وجرث به الاقلام يا عمر و لكن كل ميسر لما خلق له(11)

"ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے کہ جب یہ آیت" فمنهم شقى و سعيد "نازل ہوئی تو میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا عمل اس چیز کے لئے کرتے ہیں جو لکھی جا چکی ہے یا ابھی نہیں لکھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ایسی چیز کے لئے جس سے فراغت حاصل کی جا چکی ہے اور اسے لکھا جا چکا لیکن ہر شخص کے لیے وہی آسان ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا"

حضرت عمر فاروقؓ کی قرآنی بصیرت

بے پناہ قرآنی ذوق کی بنا پر آپؓ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ قرآن کریم کی بہت سے سورہ وآیات کی شان نزول کے بارے میں بھی آپ جانتے سورہ فتح کی شان نزول کے بارے میں آپ سے مروی ہے

"عن زید بن اسلم عن ابیه ان رسول الله ﷺ كان یسیر فی بعض اسفاره و عمر بن الخطاب یسیرمعه لیلا فساله عمر عن شی فلم یجبه رسول اللهﷺ ثم ساله فلم یجبه،فقال عمر ثکلتک امک نزرت رسول الله ﷺ ثلاث مرات کل ذلک لا یجبک قال عمر فحرکت بعیری حتی کنت امام الناس وخشیت ان ینزل فی قرآن فما نشبت ان سمعت صارخا یصرخ قال فقلت لقد خشیت ان یکون نزل فی قرآن قال فبحت رسول اللهﷺ فسلمت علیه فقال لقد انزلت علی اللیلة سورة لهی احب الی مما طلعت علیه الشمس ثم قرا،انا فتحنالک فتحا مبینا"(12)

"زید بن اسلم نے ان کے والد سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ رات کو ایک سفر میں جا رہے تھے حضرت عمر بن خطابؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے حضرت عمر نے حضور ﷺ سے کچھ پوچھا لیکن حضور ﷺ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا آپ نے پھر اس کا کوئی جواب نہ دیا تیسری مرتبہ پھر پوچھا جب اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا تو حضرت عمر نے اپنے آپ سے کہا تیری ماں تجھ پہ روئے تو نے حضور ﷺ سے تین مرتبہ عاجزی سے سوال کیا اور حضور ﷺ نے کس مرتبہ بھی جواب نہیں دیا، پھر حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے اپنی اونٹنی کو دوڑایا اور لوگوں سے آگے ہو گیا مجھے خوف تھا کہ کہیں اس حرکت پر میرے بارے میں کوئی آیت نازل نہ ہو جائے ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ میں نے ایک پکارنے والے کو سنا جو مجھے پکار رہا تھا حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ مجھے تو خوف تھا ہی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہو گی چناچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر آج مجھ پر ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان سب چیزوں سے زیادہ پسند ہے جن پر سورج نکلتا ہے پھر آپ نے سورہ" انا فتحنالک فتحا مبینا "کی تلاوت فرمائی"

آیت تکمیل دین کے بارے میں

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلاَّ مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالأَزْلاَمِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلاَ

تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ(13)

آپؓ کافرمان

"عن طارق بن شهاب ان اليهود قالوا لعمر انكم تقرئون آية لو انزلت فينا لا تخذنا ذلك اليوم عيد ا فقال انى لا علم حيت انزلت واى يوم انزلت واين رسول اللهﷺ حين انزلت يوم عرفة و رسول اللهﷺ واقف سفيان واثک يوم جمعة اولا يعنى اليوم اكملت لكم دينكم واتتمت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا"(14)

"طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوااور کہنے لگاامیر المومنین آپ لوگ اپنی کتاب میں ایسی آیت پڑھتے ہیں جو اگر ہم یہویوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے جس دن وہ نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے پوچھاوہ کونسی آیت ہے اس نے آیت تکمیل دین کا حوالہ دیااس پر حضرت عمرؓ نے فرمایاکہ بخدامجھے علم ہے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی یہ آیت جمعہ کے دن نبیﷺ پر عرفہ کی شام نازل ہوئی تھی"

آیت سود کے متعلق آپؓ فرماتے ہیں

"عن ابن المسيب ان عمر قال من آخر ما انزل آية الربا وان رسول الله ﷺ توفى ولم يفسر فدعوا الربا والريبة"(15)

"حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں سب سے آخری آیت سود سے متعلق نازل ہوئی ہے اس لیے نبیﷺ کواپنے وصال مبارک سے قبل اس کی مکمل وضاحت کا موقع نہیں مل سکااس لیے سود کو بھی چھوڑ دواور جس چیز میں ذرا بھی شک ہواسے بھی چھوڑ دو"

بقول رواس قلعہ جی

"حضرت عمرؓ نے رباکی آیات تلاوت کیں توآپ کادل خوف سے کانپ اٹھااور ایسے واقعات جن سے ان آیات کی وضاحت میں مدد ملتی اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت کم وقوع پذیر ہوئے تھے علاوہ بریں حضرت عمرؓ نے رسول اللہﷺ سے اس کی کوئی تشریح بھی نہیں سنی تھی جس کی بناپر آپؓ اس معاملہ میں بہت محتاط ہوگئے تھے"(🗁⌛)

ربا سے حضرت عمرؓ کی مراد ہر وہ عمل ہے جس کے بارے میں گمان ہو سکتا ہے کہ یہ ربا ہے چونکہ رسول ﷺ ان کی تفصیل بیان کرنے سے قبل ہی وفات پا چکے تھے لہذا جن میں ربا کا شائبہ تک ہونے کا گمان ہوتا اس کو ترک کرنے کا حکم دیتے

عہد صدیقیؓ میں جمع و ترتیب قرآن میں حضرت عمرؓ کا کردار

اولین شخص جس نے رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی بتائی گئی ترتیب کے مطابق حضرت عمرؓ کے اصرار سے قرآن کریم کو کتابی صورت میں مرتب دیا وہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تدوین قرآن کا آغاز جنگ یمامہ کے بعد 12ھ میں کیا، یہ جنگ اہل اسلام اور مسلیمہ کذاب کے متبعین کے مابین ہوئی تھی اس میں ستر حفاظ قرآن صحابہ نے شہادت پائی حضرت عمرؓ اس بات سے خوفزدہ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے قرآن کو ایک جگہ مرتب کرنے پر اصرار کیا آپ نے حضرت ابو بکرؓ کو توجہ دلائی کہ اگر ایسے لوگ جن کو سارا قرآن یاد ہے ناپید ہو گئے تو قرآن نامکمل شکل میں مسلمانوں کو یاد رہ جائے گا اور آہستہ آہستہ مسلمان اسے بھول جائیں گے بالآخر جناب صدیقؓ اس پر عمل کرنے کو مان گئے اور حضرت زید بن ثابتؓ کو جو رسول ﷺ کے زمانہ میں کاتب وحی تھے قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیا

"عن زيد بن ثابت قال :ارسل الى ابو بكر مقتل اهل اليمامه فاذا عنده عمر بن الخطاب ،فقال ان هذا اتانى فاخبرنى القتل قد استحر بقراء القرآن فى هذا الوطن ،يعنى يوم القيامة،وانى اخاف ان يستحر القتل بقراء القرآن فى سائے المواطن فيذهب القرآن وقد رائت ان نجمعه فقلت له يعنى لعمر كيف نفعل شياء لم يفعله رسول اللهﷺ ؟قال لى عمر هو والله خير فلم يزل بى عمر حتى شرح الله صدرى للذى شرح له صدره ، ورايت فيه مثل الذى راى عمر"(17)

"زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اہل یمامہ کے قتال کے بعد بلایا میں پہنچا تو آپ کے پاس حضرت عمرؓ بھی حاضر تھے حضرت ابو بکرؓ نے (حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا یہ میرے پاس آئے اور مجھ سے قتل (ہو جانے والے صحابہ) کے متعلق بات چیت کی کہ یمامہ کی جنگ میں بہت سے قرآن کے قاری شہید ہو گئے ہیں نیز یہ کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں دوسری جنگوں میں قرآن

کے تمام قاری شہید نہ ہو جائیں اور یوں قرآن ضائع ہو جائے لہذا میرا خیال ہے کہ ہم قرآن کو جمع کر لیں ،حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ کی بات بتا چکے تو حضرت زیدؓ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے پوچھا، ہم وہ کام کیسے کریں جو رسول ﷺ نے نہیں کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم اس میں خیر ہے، حضرت زید فرماتے ہیں حضرت عمرؓ مسلسل مجھ پر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے میرا سینہ بھی اس کام کے لیے کھول دیا جس کام کے لیے حضرت عمر کو شرح صدر ہو چکا تھا اور جو رائے حضرت عمر کی تھی وہی رائے اس کام میں میری بھی پختہ ہو گئی"

جمع قرآن کے سلسلہ میں آپ کی احتیاط کا یہ حال تھا کہ لوگوں کو حکم دیا کہ جسکے پاس بھی جہاں کہیں قرآن کی آیت لکھی ہو وہ لے آئے چناچہ لوگوں نے قرآن کی آیات کو جو ان کے پاس اوراق، تختیوں، کھجور کے پتوں پر موجود تھیں لانا شروع کیں جسے کم از کم آپ دو آدمیوں کی گواہی کے بغیر ہرگز قبول نہ کرتے

"حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ اور زیدؓ سے کہا تھا کہ مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جاو اور جو شخص کتاب اللہ کے کسی حصہ پر دو گواہ پیش کریں تو وہ حصہ لکھ لیا کرو"(🖰🗁)

اس قرآن کریم کو "مصحف" کا نام دیا گیا

"جب قرآن کو جمع کر کے اوراق پر لکھ گیا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا اس کا کوئی نام مقرر کیجیے بعض نے "السفر" (پیغامات) تجویز کیا، آپؓ نے فرمایا یہ یہود کا تجویز کردہ نام ہے بعض لوگوں نے "المصحف" نام رکھنے کی تجویز پیش کی یہ نام حبشہ میں رائج تھا اسی پر اتفاق ہو گیا"(🖭🗁)

اس طرح حضرت عمرؓ نہ صرف تدوین قرآن کے نظریہ کے موجد تھے بلکہ اس نظریہ کی عملی تکمیل کی سعادت بھی حضرت زیدؓ اور ان کے حصہ میں آئی، اس طرح تمام شہادتوں اور احتیاطوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک ایسا نسخہ مرتب ہوا جو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا تر اور تمام امت کے لئے معتمد علیہ ثابت ہوا، جس کی حیثیت ایک ایسے میزان کی سی تھی جس کے ساتھ موازنہ کر کے لوگ اپنے نسخوں کی اصلاح کر سکیں اور اسی کے مطابق ترتیب دے سکیں

لہذا قرآن حکیم سیدنا ابو بکرؓ کے عہد خلافت میں سیدنا زید بن ثابتؓ کی نگرانی میں جمع کیا گیا لیکن اس کی جمع وتدوین کی تحریک سیدنا عمرؓ نے کی تھی لہذا اس کا کریڈٹ زیادہ تر آپؓ کو ہی جاتا ہے

حضرت عمرؓ کی قرآنی خدمات

اپنی خلافت میں آپؓ نے لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لئے قرآن حکیم کو مرکز و محور بنایا

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں

"اس وقت قرآن مجید کی حفاظت اور صحت کے لئے چند امور نہایت ضروری تھے اول یہ کہ نہایت وسعت کے ساتھ اس کی تعلیم شروع کی جائے اور سینکڑوں ہزاروں آدمی حافظ قرآن بنا دیئے جائیں تاکہ تحریف و تغیر کا احتمال نہ رہے دوسرے یہ کہ الفاظ اور اعراب کی صحت نہایت اہتمام کے ساتھ محفوظ رکھی جائے تیسرے یہ کہ قرآن مجید کی بہت سے نقلیں ہو کر ملک میں کثرت کے ساتھ شائع ہو جائیں حضرت عمرؓ نے ان تینوں امور کو اس کمال کے ساتھ سرانجام دیا کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہ تھا"( )

آپؓ حامل قرآن کی بہت قدر و منزلت فرماتے

"حضرت نافع عبد الحارثؓ کو حضرت عمرؓ نے مکہ شریف کا حاکم بنا دیا تو وہ جب آپؓ کو عسفان میں ملے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ مکہ شریف میں اپنے پیچھے کسے خلیفہ بنا آئے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ابن ابزی کو، حضرت عمرؓ نے فرمایا کون ابن ابزی؟ حضرت نافعؓ نے کہا کہ وہ ہمارے غلاموں میں سے ایک غلام ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم نے اہل مکہ پر ایک غلام کو حاکم بنا دیا ہے انہوں نے جواب دیا اے امیر المومنین یہ شخص قرآن کا قاری، فرائض کا عالم اور قاضی ہے، اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا سچ فرمایا ہے تمہارے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی وجہ سے کئی اقوام کو عروج دیتا ہے اور کئی لوگوں کو پست کر دیتا ہے"( )

اور اپنے حکام کو بھی خاص تاکید فرماتے کہ اہل قرآن کی عزت دوسروں کی نسبت زیادہ کیا کریں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام آپؓ نے ایک بار تحریر فرمایا

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بہت سے لوگوں کو ایک ساتھ ملاقات کے لئے بلوا لیتے ہو میرا خط پڑھ کر اس طریقہ پر عمل کرو، سب سے پہلے معزز لوگوں مراد اہل قرآن اور اہل تقویٰ کو بلاؤ پھر جب یہ لوگ بیٹھ جائیں تو عام لوگوں کو باریابی کی اجازت دو"( )

اس بنا پر آپؓ نے قرآن مجید جو اساس اسلام ہے اس کی حفاظت اور اس کی اشاعت پر بھرپور توجہ دی، آپؓ نے جو تدابیر کیں اس نے بچوں، جوانوں بوڑھوں، مرد عورتوں دیہاتیوں اور شہریوں میں قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کا شوق وجذبہ پیدا کر دیا

آپؓ نے قرآن کی اشاعت کے لئے جو اقدام کیے وہ مندرجہ ذیل ہیں

حفاظ قرآن کی تعداد کو بڑھایا

آپؓ نے نماز تراویح کے ذریعہ سے لوگوں میں زیادہ سے زیادہ شوق تلاوت کو پیدا کیا اور ان میں حفظ کا شوق اجاگر کیا اس طرح نماز تراویح بھی حفظ قرآن کے رواج کا بہترین ذریعہ بنی، آپؓ قاریوں کی بے حد قدر ومنزلت فرماتے خود نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے تاکہ لوگ آپؓ کی قرات کو سن کر سورتوں کو یاد کرنا سیکھ لیں

حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے

"تعلموا كتاب الله تعرفوا به واعلموا به تكونوا من اهلة"(23)

آپؓ قرآن مجید کے مختلف حصوں کو حفظ کرنے کی ترغیب دیتے اس لیے کہ آپ بخوبی جانتے تھے کہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی اتنی مقدار ضرور حفظ کرے جس کی تلاوت سے نماز ہو سکے چناچہ آپؓ کی رائے یہ تھی کہ ہر مسلمان کے لیے حفظ سورتوں کی تعداد کم از کم چھ ہوں جن کو وہ جہری نماز میں تلاوت کریں اور ایک سورت دن میں ایک مرتبہ سے زائد بار نہ پڑھے

قتادہؒ سے مروی ہے کہ

"ان عمر بن الخطاب قال لا بد للرجل المسلم من ست سور يتعلمهن للصلاة سورتين لصلاة الصبح وسورتين للمغرب ،وسورتين للصلاة فى العشاء"(24)

"حضرت عمر بن الخطابؓ کا فرمان تھا کہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اسے چھ سورتیں یاد ہوں، دو صبح کی نماز کے لئے، دو مغرب کی نماز کے لئے اور دو عشاء کی نماز کے لئے "

آپؓ نے قرآن مجید کی حفاظت اور صحت کے لئے نہایت وسیع بنیادوں پر اس کی اشاعت کی سینکڑوں ہزاروں حفاظ قرآن بنائے تاکہ ایک تو قرآن کریم کی تعلیم عام ہو اور دوسرا اس میں کسی قسم کی تحریف

اور تغیر کا احتمال نہ رہے، تمام مفتوحہ علاقوں میں قرآنی مکتب اور مدارس قائم کیے ان میں تنخواہ دار معلم مقرر کیے ان مدارس میں کتابت کی تعلیم بھی دی جاتی تھی

آپ نے حفاظ کی تعداد بڑھانے کے لئے ماہرین قرآن کو دور دراز علاقوں تک قرآن کی تعلیمات پھیلانے کے لئے بھیجا اور رسول ﷺ کے دور کے پانچ حفاظ صحابہؓ (معاذ بن جبلؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابی بن کعبؓ، ابوایوبؓ اور ابوالدرداؓ) سے آپؓ نے اس کام کے لئے خاص خدمات حاصل کیں تاکہ تحریف و تغیر کا احتمال نہ رہے

"فلما كان زمان عمر بن الخطاب كتب اليه يزيد بن ابى سفيان ،ان اهل الشام قد كچرواوربلوا وملاوا المدئن ،واحتاجوا الى من يعلمهم القران ،ويفقههم فاعن يا امير المومنين برجال يعلمونهم فدعا عمر اوليک الكمسة ،فقال لهم ان اخوانكممن اهل الشام قد استعانونى بمن يعلمهم القرآن ويفقهم فى الدين فاعينونى رحمكم الله بثلاثة منكم ان احبيم ،فاستهموا وان انتداب منكم ثلاثة فليخر جوا ،فقالوا ما كنا لنساهم حذا شيخ كبير لابى ايوب واما فسقيم لابى بن كعب،فخرج معاذ بن جبل،وعبادة وابوا الدرداء "(25)

"حضرت عمر بن الخطابؓ کا دور آیا تو یزید بن ابی سفیان نے حضرت عمر کو لکھا، اہل شام بہت زیادہ ہو گئے ہیں ان کی آل اولاد بھی کثیر ہو گئی ہے اور یہ لوگ تمام شہروں میں بھر گئے ہیں اور ان کو ایسے لوگوں کی اشد ضرورت ہے جو ان کو قرآن کی تعلیم دیں لہذا اے امیر المومنین ایسے لوگوں کے ساتھ ان کی مدد فرمائیں جو ان کو قرآن وغیرہ کی تعلیم دیں چناچہ حضرت عمرؓ نے ان پانچ افراد (معاذ بن جبلؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابی بن کعبؓ، ابوایوبؓ ابوالدرداؓ کو بلایا اور فرمایا تمہارے شامی بھائیوں نے مجھ سے مدد مانگی ہے کہ میں ان کو قرآن سیکھانے اور دین کی تعلیم دینے کے لئے کچھ افراد مہیا کروں لہذا اللہ تم پر رحم کرے تم میں سے تین افراد اس کام میں میری مدد کریں اگر تم چاہو تو قرعہ اندازی کر لو اور اگر چاہو تو خوشی سے تین افراد نکل پڑو، ان حضرات نے جواب دیا، ہم قرعہ اندازی نہیں کرتے یہ ایوب تو بوڑھے ہو گئے ہیں، ابی بن کعب بیمار ہیں لہذا معاذ بن جبل، عبادہ بن الصامت اور ابوالدردا نکلنے پر آمادہ ہو گئے"

حفاظ کی حوصلہ افزائی

قرآن کی تعلیم و ترویج اور اس کے حفظ کی طرف زیادہ سے زیادہ لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کے لئے عطیات جاری کیے اور اعمال کو ہدایات کیں کہ قرآن سیکھنے والوں کے لیے اور قرآن سے شغف رکھنے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عطیات و وظائف جاری کیے جائیں، آپؓ قرآن حفظ کرنے والوں کی دل کھول کر حوصلہ افزائی فرماتے آپ نے اپنے اعمال اور گورنروں سے حفاظ قرآن کی فہرستیں منگوائیں، چھاونیوں کے گورنروں کے نام آپؓ نے تحریر فرمایا

"مجھے ان سب لوگوں کی ایک فہرست لکھ کر بھیجو جنہیں قرآن یاد ہوتا کہ میں ان کا امتیازی وظیفہ (2500 درہم سالانہ) مقرر کر دوں اور انہیں اسلامی قلمرو میں تعلیم دینے بھیجوں "(📄⌛)

ابو موسی اشعریؓ نے بصرہ کے تین سو سے زائد حافظوں کی فہرست بھیجی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے دور میں کتنی بڑی تعداد میں حفاظ قرآن ہوئے

مکاتب قرآن کا اور معلموں کی تنخواہوں کا اجراء

آپؓ نے تمام مفتوحہ ممالک میں مکاتب قائم کیے اور ان میں قرآن مجید کا درس جاری کیا اور معلم و قاریوں کی تنخواہیں مقرر کیں

"ان عمر بن الخطاب و عثمان كانا يرزقان الموذين والائمة والمعلين"(27)

"سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ نے موذنوں ائمہ مساجد اور مدارس کے معلمین کی تنخواہیں مقرر کر رکھی تھیں"

یہ تنخواہیں اس وقت کے لحاظ سے ایسی تھیں جن میں آسانی سے گزارا ہو سکتا تھا۔ مکہ، مدینہ، کے علاوہ بصرہ، کوفہ، شام اور مصر میں درسگاہیں قائم فرمائیں

"خاص مدینہ منورہ میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم کے لیے جو مکتب تھے ان کے معلموں کی تنخواہیں پندرہ پندرہ درہم ماہوار تھیں"(📄🖱)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جو مکاتب قائم کیے گئے ان میں لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا، آپؓ نے تمام اضلاع میں احکام بھیج دیئے تھے کہ مکاتیب میں بچوں کو کتابت کی تعلیم بھی دی جائے

"ابو عامر سلیم جو روای حدیث بھی ہیں بیان کرتے ہیں کہ میں بچپن میں گرفتار ہو کر آیا تو مجھ کو مکتب میں بٹھایا گیا معلم مجھ سے جب میم لکھواتا تھا اور میں اچھی طرح نہیں لکھ سکتا تھا تو کہتا تھا کہ گول لکھو جس طرح گائے کی آنکھیں ہوتی ہیں "(29)

علم نحو کی تعلیم کا فروغ

آپؓ نے قرآن مجید کی زیادہ اشاعت کے لئے بہت سی مزید تدابیر اختیار کیں جن میں قرآن مجید کو صحت کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام بھی شامل ہے، ابن الانباری کی روایت کے مطابق ایک حکم نامہ کے الفاظ یہ ہیں "عن عمر قال:تعلموا اعراب القرآن كما تعلمون حفظه""حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کو اچھی طرح (تجوید کی رعایت کے ساتھ) پڑھو جس طرح تم اس کو حفظ کرتے ہو"(30)

اور پڑھانے کے لئے تاکیدی احکام روانہ کیے، آپ نے قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ادب اور عربیت کے قواعد کی تعلیم بھی لازمی کر دی تاکہ لوگ اعراب کی صحت و غلطی کی تمیز کر سکیں

"فی تفسیر قوله تعالیٰ ،"ان الله بری من المشركين ورسوله"حكى ان اعرابيا سمع رجلا يقراها فقال ان كان الله بريا من رسوله فانا منه برى فليه الرجل الى عمر فحكى الاعرابى قراته فعندها امر عمر"(31)

"اللہ تعالیٰ کے قول" ان الله بری من المشرکین"کی تفسیر میں ہے کہ ایک دیہاتی نے ایک شخص کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو بولا اگر اللہ اپنے رسول سے بیزار ہے تو میں بھی اس سے بیزار ہوں تو وہ شخص اس کا گریبان پکڑ کر عمرؓ کے پاس لایا تو اعرابی نے اس کی قرات کو عمرؓ کے سامنے دہرایا تو اس وقت عمرؓ نے عربیت کی تعلیم کا حکم دیا"

علم نحو کی ایجاد کا یہ پہلا سنگ بنیاد تھا کہ قرآن کریم کو صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا

سیدنا عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ

"سنت نبوی ﷺ کی سمجھ بوجھ پیدا کرو، عربی زبان سیکھو، قرآن حکیم کو صاف اور صحیح لہجہ میں پڑھو کیونکہ وہ صاف اور فصیح عربی میں ہے"(32)

قرآن کریم کی بنیادی سورہ سے علم حاصل کرنے کا حکم

قرآن کریم کی سورتوں، بقرہ، مائدہ، نساء اور نور کی نسبت یہ حکم تھا کہ "سب لوگ ان سورتوں کو سیکھیں کیونکہ ان میں احکام و فرائض مذکور ہیں" (33)

کیونکہ ان سورہ کے سیکھنے کی فضیلت کے بارے میں رسول ﷺ کے ارشادات بھی ہیں، سورہ بقرہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

"لا تجعلوا بیوتکم مقابر وان البیت الذی تقر افیه البقرة لا ید خلہالشیطان"(34)

"اپنے گھروں کو قبریں نہ بناو جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں شیطان داخل نہیں ہوتا"

حضرت عمرؓ کا یہ اقدام محض ان سورتوں کو زبانی یاد نہیں کروانا تھا بلکہ ان کی تعلیمات پر غور کروانا تھا تاکہ ان میں مذکور بنیادی احکام اور مسائل کا علم ہو سکے

عورتوں کے بارے میں چاہتے تھے کہ وہ سورہ النور ضرور پڑھیں، چناچہ ایک خط میں لکھا کہ

"وعلموا نسائکم سورة النور"(35)

"عورتوں کو سورہ نور سکھاو"

اشاعت قرآن کے لئے گورنروں کو احکام

گورنروں کو خاص حکم تھا کہ وہ نہ صرف خود قرآن کو سیکھیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اس کی اشاعت فرمائیں ،اس سلسلہ میں آپؓ اپنے گورنروں کو وقتاً فوقتاً خطوط لکھتے رہتے جس میں قرآن کی اشاعت کی طرف خصوصی ہدایات جاری کی جاتیں، جیسا کہ ابو موسی اشعریؓ کے نام یہ خط بھیجا جب انہوں نے بصرہ کے تین سو سے زائد حفاظ کی فہرست بھیجی

"عبداللہ عمر کی طرف سے عبداللہ قیس اور حفاظ قرآن کے نام سلام علیکم، واضح ہو کہ یہ قرآن تمہارے لیے باعث اجر و شرف ہونے والا ہے لہذا اس کی تعلیم پر عمل کرو اور اسے اپنے مقصد کا آلہ کار نہ بناو، یہ قرآن ہدایت کا چشمہ، علم کا پھول اور رحمن کی کتاب ہے اس کے ذریعے خدا اندھی آنکھیں بہرے کان اور بند دل کھول دیتا ہے یاد رہے نماز میں قرآن خوانی ایسی ہے جیسے کسی کو چھپا ہوا خزانہ اور رکھی ہوئی دولت مل جائے اس لئے جتنا زیادہ ہو سکے قرآن پڑھا کرو اس لیے کہ قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف

ایک دلیل ہے، پس قرآن کا احترام کرو اور اس سے بے اعتنائی نہ برتو کیونکہ خدا عزت کرتا ہے اس کی جو قرآن کی عزت کرتا ہے اور بے آبرو کر دیتا ہے اس کو جو اس کی بے حرمتی کرتا ہے"(36)

اور بعض اوقات آپؓ مختلف مسائل کا حل قرآنی آیات کی روشنی میں دیتے

"حضرت عمرؓ سے خط کے ذریعے پوچھا گیا اے امیر المومنین کونسا شخص افضل ہے؟ وہ جسے رغبت گناہ بھی نہ ہو اور گناہ پر عمل بھی نہ کرے یا وہ جسے رغبت تو ہو پھر بھی وہ اس پر عمل نہ کرے، حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا" وہ لوگ افضل ہیں جنہیں معصیت کی جانب رغبت تو ہوتی ہے لیکن اس پر عمل نہیں کرتے وضاحت کے لیے یہ آیت رقم فرمائی(37)" أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ "(38)

لازمی تعلیم قرآن کا اجراء

حضرت عمرؓ نے قرآن کی تعلیم لازمی اور جبری قرار دی کیونکہ آپؓ جانتے تھے کہ اس کے بغیر آدمی صحیح طور پر اسلام کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتا ایسا شخص جو قرآن حکیم کی نہ دعوت کو سمجھتا ہو نہ اس کے مزاج کو اور نہ اس کی تعلیمات کو تو وہ برائے نام مسلمان ہو کر رہ جائے گا خاص طور پر بدوی اور دیہاتی اس معاملے میں غفلت برتتے تھے، لہذا ایسے لوگوں کو قرآن کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے آپؓ نے احکام جاری کیے

"قرآن کو پانچ پانچ آیات کر کے سیکھو، کیونکہ جبرائیل نبی ﷺ پر اکثر پانچ پانچ آیات لے کر اترتے تھے"(39)

آپؓ نے چھ ایسے صحابہؓ اور دوسرے قاری حضرات مقرر فرمائے جو خانہ بدوشوں میں پھر کر انہیں قرآن حکیم کی جبری تعلیم دیتے

" قاری حضرات ان بدوں کو جبری قرآن کی تعلیم دیتے پھر دوسرے حضرات کو بھیجا جاتا وہ ان بدوں کا امتحان لیتے اگر قرآن کریم کی آیات یاد نہ ہوتیں تو حکومت کی طرف سے سزا دی جاتی"(40)

اس طرح قرآن اور قرآنی تعلیمات کو لوگوں کی زندگی کا حصہ بنایا گیا

ماہرین قرآن کی تقرری

سیدنا عمرؓ نے قرآن حکیم کی نشر واشاعت کرنے اور لوگوں میں قرآن کے صحیح الفاظ و معنی کی تعلیم کے لئے تمام ملکی وسائل کا استعمال کیا اور اس بات کی ہر ممکن کوشش کی کہ اس کی قرات میں کوئی اختلاف واقع نہ ہو اور تمام لوگ اسے لغت قریش میں ہی پڑھیں

"سمع عمر رجلا يقرر هذا الهرف ليسجنه حتى حين فقال له عمر من اقراك هذا قال ابن مسعود فقال عمر ليسجننه حتى حين ثم كتب الىٰ ابن مسعود سلام عليك اما بعد فان الله انزلالقرآن فجعله قرانا عربيا مبينا وانزله بلگته هذا الحى من قريش فاذا اتاک كتابى هذا فاقر الناس بلغته ولا تقرتهم بلغة هذيل"(41)

"عمرؓ نے ایک شخص کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا'' ليسجنہ حتى حين ''تو اس شخص سے عمرؓ نے کہا تجھ کو یہ کس نے پڑھایا اس نے کہا ابن مسعودؓ نے تو عمرؓ نے کہا'' ليسجنہ حتى حين ''پڑھ، پھر ابن مسعودؓ کو یہ خط لکھا اسلام علیکم، امابعد اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور اس کو بزبان عربی واضح طور پر بیان کرنے والے اسلوب پر نازل کیا اور س کا نزول اس قبیلہ قریش کے لغت پر فرمایا تو جب میرا یہ خط تجھ کو مل جائے تو اسی وقت سے لوگوں کو پڑھانا شروع کر دو لغت قریش پر، اور لغت ہذیل پر نہ پڑھاو"

صحابہ میں بڑے بڑے حافظ اور قاری جو عامۃالناس کے اختلافات درست کرتے ان کی طرف رجوع کرنے کا حکم تھا یہ سات بزرگ تھے

"سیدنا عثمانؓ ، علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ ،زید بن ثابتؓ ابوالدرداؓ ،ابوموسی اشعریؓ ،ابی بن کعبؓ ،ان کے علاوہ معاذ بن جبلؓ ،عبداللہ بن عباسؓ ،عبداللہ بن عمرؓ سے بھی رابطہ کیا جاتا"([illegible])

مدینہ، مکہ، بصرہ، کوفہ اور دمشق سمیت پوری اسلامی دنیا میں جن لوگوں نے قرآن سیکھا یا اور پڑھایا وہ سب انہی دس بزرگوں کے شاگرد اور شاگرد در شاگرد تھے، اور ان کے صاحب قرآن ہونے کی بنا پر حضرت عمرؓ ان کی خاص تکریم فرماتے

حاصل بحث

قرآن کے سائے میں زندگی بسر کرنا نعمت عظمیٰ ہے اور اس کی قدر وہی جانتا ہے جو اس سے لطف اندوز ہوا ور یہ نعمت زندگی کی شان کو بلند کر دیتی ہے اسے بابرکت بنا دیتی ہے اور اسے پاک کر دیتی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"ان الله يرفع بهذا الكتاب اقواما ويضع به اكرين"(43)

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے کئی قوموں کو بلند کرتا ہے اور اس سے روگردانی کرنے والوں کو پست کرتا ہے"

اللہ تعالیٰ کا یہ کرم عظیم تھا کہ اس نے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد وصال تک پوری زندگی قرآن کے سائے میں جینے کا موقع عطا فرمایا آپؓ کا وہ عظیم کارنامہ جو انہوں نے جمع وتدوین قرآن کے سلسلہ میں ادا کیا بطور مشیر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جتنے بھی مشورے دیئے یہ ان میں سب سے زیادہ عظیم تھا، انہوں نے آپؓ کو ایک ایسے کام کے لیے راضی کیا جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا تھا، وہ دلائل اور اصرار کے ساتھ انہیں اس بات پر قائل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور یہ حقیقت ہے کہ تدوین قرآن عہد صدیقی کا وہ عظیم کارنامہ اور سعادت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھوں انجام دلوایا، انہوں نے عملی تعاون بھی کیا اور بعد میں اس کی مکمل حفاظت بھی کی اپنے عہد میں اس کے ایک لاکھ سے زیادہ نسخے کرا کر سلطنت کے طول وعرض میں پھیلا دیئے آپؓ نے اس کے تحت لوگوں کی زندگیوں کو بدل دیا یہاں تک کہ اس کی برکات کو دیکھتے ہوئے قرآن کی تعلیم کو لازم کر دیا کیوں کہ مسلمانوں کا قرآن سے تعلق جتنا مضبوط ہو گا اتنا زیادہ ہی ان کا ایمان پختہ ہو گا، عقیدہ صحیح ہو گا عمل صالح ہو گا اور اپنی سیرت وکردار کے اعتبار سے اسلامی ریاست کے ذمہ دار شہری بن سکیں گے اور دنیا اور آخرت میں سرخروئی اور نجات کے مستحق قرار پائیں گے اس کے علاوہ عملی زندگی کے نت نئے مسائل کو بھی حکم خداوندی کی روح کے مطابق حل کرنے کے قابل ہوں گے معاشرے کی مادی وروحانی ترقی کا سارا انحصار اسی تعلق پر ہو گا اسی وجہ سے آپؓ نے اپنے عہد خلافت میں قرآن حکیم کی تعلیم کا خصوصی اہتمام کیا آپؓ نے لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لئے قرآن حکیم کو محور ومرکز بنایا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن کریم کو گھروں میں سجانے کی بجائے اسے زندگی میں مکمل طور پر رائج کیا جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا کیونکہ اللہ کی کتاب کے

مطابق فیصلے کرنا کوئی مستحب یا اختیاری امر نہیں بلکہ اس پر ہمارے ایمان کا دار و مدار ہے اگر یہ نہ ہو تو ایمان نہیں ہے

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا"(44)

لہذا یہ معاملہ نہایت ہی اہم ہے اور اس کا تعلق اساسی عقائد سے ہے اور اسی پر انسانیت کی سعادت و شفاعت کا دار و مدار ہے اس لیے کہ یہ انسانیت جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے اپنی فطرت کا راز اس وقت تک نہیں پا سکتی جب تک کہ وہ خالق کی طرف رجوع نہیں کرے گی، حضرت عمرؓ نے اس راز کو پالیا آپؓ نے خالق کی طرف سے اس عنایت کردہ تحفہ کی خوب اشاعت فرمائی اور نہ صرف اسے اپنی زندگی پر لاگو کیا بلکہ تمام لوگوں کے لئے اسے دستور حیات کے طور پر اپنانے کا حکم جاری کیا جس کی بنا پر اللہ تبارک تعالیٰ نے انہیں بہترین شان سے نوازا، حضرت عمرؓ نے قرآن کریم کے ذریعہ سے انسانیت کو اعلیٰ اقدار اور زندگی کے معاملات کی تنظیم کے لئے ایک جدا تصور دیا اور پھر اس تصور کے ذریعہ سے ایک بہترین معاشرہ عملا بھی قائم کر دیا عصر حاضر میں اجتماعی مسائل کا کوئی ایک پہلو بھی ایسا نہیں ہے جسے ہم بصیرت عمر کی روشنی میں حل نہ کر سکتے ہوں اور آپ کی بصیرت کا اصل راز قرآن حکیم سے آپ کا گہرا تعلق اور والہانہ محبت تھی، عصر حاضر میں اگر ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی سیرت و شخصیت کی تعمیر فاروقیؓ نمونے پر کرنا چاہتے ہیں تو قرآن سے اپنا تعلق اس طرح قائم کرنا ہوگا جیسا کہ آپؓ نے قائم کیا ہوا تھا

آج ہماری زندگی میں ہر شعبہ میں سمائی بد حالی کی سب سے بنیادی وجہ ہی یہی ہے کہ ہم اسلامی نظام زندگی کو ایک ہاتھ میں اور انسانی کیمادی ترقیوں کو دوسرے ہاتھ میں رکھ کر کچھ اس طرح دعوت دیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اپنا لو، حالانکہ اسلامی نظام زندگی انسانی ترقیوں کی مخالف نہیں بلکہ اس کا موجد ہے۔ان صفحات پر پھیلی یہ بحث اس امر کی جانب یہ اشارہ کر رہی ہے کہ اسوہ عمر کی روشنی میں قرآنی تعلیمات زیادہ سے زیادہ پھیلائیں جائیں اور سرکاری مناصب و ذرائع کے ذمہ داران افراد اس بات کے متقاضی ہیں کہ وہ سیرت عمر کے اس پہلو پر عمل کریں

حوالہ جات وحواشی

1)ابن ابی شیبه ،22/16،دارالتاج بیروت لبنان،1409ھ
2)جوزی،ابن الجوزی عبد الرحمن بن علی،سیرت عمر بن الخطاب،667ص،بیروت 1979ء
3)ابن اثیر ،عزالدین محمد بن عبد الکریم الجزری،اسد الغابه فی معرفة الصحابه،651/3،المکتبه الاسلامیه بطہران،1377ھ
4)ندوی،شاہ معین الدین،سیر الصحابه،35/1،دار الاشاعت کراچی،پاکستان
5)طبری،محمد بن جریر،تاریخ الامم والملوک،234/3،دار المعارف مصر ،1963ء
6)ابن حنبل،المسند،272/1،ح252،دار الحدیث القاہرہ ،1416ھ
7)ترمذی ،محمد بن عیسیٰ ،السنن،،کتاب القرات عن رسول اللهﷺ ،باب ماجاء انزل القرآن علی سبعةاحراف،2943ح،2753ص(حدیث حسن صحیح)،دارالسلام للنشر والتوازیع،الریاض،1429ھ
8)ترمذی،السنن،کتاب تفسیر القرآن عن رسول اللهﷺ ،باب ومن سورة النساء،3034ح،2801ص(حدیث حسن صحیح)
9)شاہ ولی اللہ دہلوی،،ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء،262/4،قدیمی کتب خانه کراچی
10)ابن حنبل،المسند،311/1،298ح
11)ترمذی ،السنن،ابواب تفسیر القرآن،باب ومن سوره ہود،3111ح،2848ص(حدیث حسن غریب)
12)بخاری ،الجامع الصحیح ،کتاب فضائل قرآن،باب فضل سورة الفتح،5012ح،1468ص
13)المائدة،3/5
14)ترمذی،السنن،ابواب تفسیر القرآن،باب ومن سوره مائده،2343ح،2809ص (حدیث حسن صحیح)
15)ابن حنبل،المسند،264/1،271ح
16)قلعه جی،محمد رواس،موسوعة فقه عمر بن الخطاب،33ص،مکتبه الفلاح کویت،1981ء
17)المتقی،علی بن عبد المالک الهندی،کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،269/1،موسوعة الرساله بیروت،1955ء
18)صالح،ڈاکٹر صبحی ،مباحث فی علوم القرآن،173ص،دارالعلم للملایین،بیروت،1965ء
19)زرکشی ،بدر الدین محمد بن عبد الله ،البرہان فی علوم القرآن،263/1،دارالاحیاءالکتب العربیه مصر ،1958ء
20)شبلی نعمانی،علامه،الفاروق،266ص،مکتبه رحمانیه اردوبازار لاہور
21)البغوی ،مصابیع للسنه،242/3،دارالفکربیروت
22)خورشیدفاروق،حضرت عمر فاروقؓ کے سرکاری خطوط ،241ص،اداره اسلامیات انارکلی لاہور ،1977ء
23)ابن ابی شیبه،المصنف،کتاب الصلوة،باب فی السورة تقسم فی الرکعتین ،234ص

24)عبد الرزاق،ابی بکر عبد الزاق بن همام،المصنف،کتاب الصلاة،باب لا صلوة الا بقراة،2750ح،123ص،منشورات مجلس العالمی
25)المتقی،کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،281/1،
26)خورشید فاروق،حضرت عمر کے سرکاری خطوط،240ص
27)ابن جوزی،سیرة عمر بن الخطاب،145ص
28)شبلی الفاروق ،264ص
29)الحموی،یاقوت بن عبد الله ،معجم البلدان ،287ص ،شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور
30)المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،226/1
31)شاہ ولی اللہ ،ازالۃ الخفاء،261/4
32)المتقی، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال،241/5
33)شبلی،الفاروق،243ص
34)ترمذی،السنن،ابواب فضائل القرآن،باب فضائل سوره البقره و آیة الکرسی،2877ح،2716ص(حدیث حسن صحیح)
35)عبد الرزاق ،المصنف،365/3،کتاب فجائل القرآن،باب تعلیم القرآن وفضله،6038ح
36)خورشید فاروق،حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط،241ص
37)ابن جوزی،سیرت عمر بن الخطاب،181ص
38)الحجرات،3/49
39)شبلی،الفاروق،276ص
40)تلمسانی،سید عمر،شہید المحراب عمر بن الخطاب ،81ص،البدر پبلی کیشنزاردو بازار لاہور ،1998ء
41)شاہ ولی اللہ ،ازالۃ الخفاء،124/2
42)السیوطی،جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر ،الاتقان فی علوم القرآن،207/1،مطبوعه مصر
43)مسلم بن الحجاج القشیری،صحیح لمسلم،کتاب صلاة المسافرین،باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمه،817ح،دار الکتب العلمیة بیروت ،لبنان،1980ء
44)الاحزاب،36/33